ہفتہ
۹۔ جولائی ۱۹۹۴ء

احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۱۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۴۴-۷۹ نمبر ۱۵۰ | ہفتہ ۲۸۔ محرم ۱۴۱۵ھ ‘ ۹۔ وفا ۱۳۷۳ ہش ‘ ۹۔ جولائی ۱۹۹۴ء

بے جا کینوں، بخلوں اور بد زبانیوں سے پرہیز کرو

اپنی خلوت گاہوں کو ذکر الٰہی کی جگہ بناؤ۔ اپنے دلوں پر سے ناپاکیوں کے زنگ دور کرو۔ بیجا کینوں اور بخلوں اور بد زبانیوں سے پرہیز کرو اور قبل اس کے کہ وہ وقت آوے کہ انسانوں کو دیوانہ سا بنا دے۔ بے قراری کی دعاؤں سے خود دیوانے بن جاؤ۔ عجیب بد بخت وہ لوگ ہیں کہ جو مذہب صرف اس بات کا نام رکھتے ہیں کہ محض زبان کی چالاکیوں پر سارا دارومدار ہو اور دل سیاہ اور ناپاک اور دنیا کا کیڑا ہو۔ پس اگر تم اپنی خیر چاہتے ہو تو ایسے مت بنو۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

ثابت قدمی میں بڑی برکتیں ہوتی ہیں۔ شہد کی مکھی کو دیکھو کہ جب وہ ثابت قدمی اور محنت کے ساتھ اپنے کام میں لگتی ہے تو شہد جیسی نفیس اور کار آمد شے تیار کر لیتی ہے۔ اسی طرح پر جو خدا کی تلاش میں استقلال سے لگتا ہے وہ اس کو پالیتا ہے۔ نہ صرف پالیتا ہے‘ بلکہ میرا تو ایمان ہے کہ وہ اس کو دیکھ لیتا ہے۔ ارضی علوم کی تحصیل میں کس قدر وقت اور روپیہ صرف کرنا پڑتا ہے۔ یہ علوم روحانی علوم کی تحصیل کے قواعد کو صاف طور پر بتا رہے ہیں۔ ہمارا مذہب جو روحانی علوم کے مبتدی کے لئے ہونا چاہئے۔ یہ ہے کہ وہ پہلے خدا کی ہستی‘ پھر اس کی صفات کی واقفیت پیدا کرے ایسی واقفیت جو یقین کے درجہ تک پہنچ جاوے۔ تب اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کاملہ پر اس کو اطلاع مل جاوے گی اور اس کی روح اندر سے بول اٹھے گی کہ پورے اطمینان کے ساتھ اس نے خدا کو پالیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایسا ایمان پیدا ہو جاوے کہ وہ یقین کے درجہ تک پہنچ جاوے اور انسان محسوس کر لے کہ اس نے گویا خدا کو دیکھ لیا ہے۔ اور اس کی صفات سے واقفیت حاصل ہو جاوے‘ تو گناہ سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور طبیعت جو پہلے گناہ کی طرف جھکتی تھی اب ادھر سے ہٹتی اور نفرت کرتی ہے اور یہی توبہ ہے۔

(ملفوظات جلد اول ص ۴۶۵)

بچوں کو بیوت الذکر میں لانا چاہئے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

ہر فرد اس امر کا ذمہ دار ہے کہ وہ اپنی اولاد کو (بیوت الذکر) میں حاضر کرے۔ بچوں کو (بیوت الذکر) میں لانا احادیث سے اس قدر تواتر سے ثابت ہے کہ کوئی اندھا ہی اس سے انکار کر سکتا ہے۔ حدیثوں میں صاف طور پر آتا ہے کہ پہلے مرد کھڑے ہوں۔ پھر عورتیں اور پھر بچے۔ اگر بچوں کا نمازوں میں شامل ہونا ضروری نہیں تھا تو ان کا ذکر کیوں کیا گیا۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ بچوں کو (بیوت الذکر) میں نہ لایا جائے۔ مگر بچوں سے مراد وہ بچے نہیں جو بالکل چھوٹے ہوں اور (بیوت الذکر) میں آکر رونا چیخنا شروع کر دیں۔ یا وہ بچے بھی مراد نہیں کہ بیوی آٹا گوندھنے لگے تو وہ اپنے میاں سے کہدے کہ ذرا اس بچے کو نماز میں لیتے جانا۔ میں نے ایک دفعہ دوستوں کو تحریک کی کہ بچوں کو (بیوت الذکر) میں لانا چاہئے تو اس کے بعد میں نے دیکھا کہ لوگوں نے اپنے بالکل چھوٹے بچوں کو لانا شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بعض دفعہ بچہ (بیوت الذکر) میں پاخانہ کر دیتا۔ کوئی پیشاب کر دیتا اور وہ اس قدر شور مچاتے کہ دوسروں کے لئے نماز پڑھنا مشکل ہو جاتا تب میں نے سختی سے روکا کہ (بیوت الذکر) بچے کھلانے کی جگہ نہیں ان کو اپنے گھروں میں رکھو۔ پس جب میں یہ کہتا ہوں کہ اپنے بچوں کو (بیوت الذکر) میں لاؤ تو میری مراد یہ ہے کہ ان بچوں کو لاؤ جن کے

باقی صفحہ ۷ پر

درخواست دعا

○ مکرم چوہدری بشیر احمد خان صاحب نائب افسر جلسہ سالانہ پر چار اور پانچ جولائی کی درمیانی شب فالج کا حملہ ہوا ہے جس کا اثر زبان پر اور دائیں بازو پر بھی ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں عاجزانہ درخواست ہے کہ مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب موصوف کی جلد اور مکمل صحت یابی کے لئے درد دل سے دعا کریں۔

اعلان داخلہ ۹۴ء انسٹی ٹیوٹ آف انڈسٹریل الیکٹرونکس انجینئرنگ

○ انسٹی ٹیوٹ آف انڈسٹریل الیکٹرونکس انجینئرنگ ST-22/C بلاک۔۶ یونیورسٹی روڈ گلشن اقبال کراچی ۷۵۳۰۰ (الحاق شدہ این ای ڈی یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کراچی) نے انڈسٹریل الیکٹرونکس انجینئرنگ بی۔ای چار سالہ ڈگری کورس میں داخلہ کا اعلان کیا ہے۔

تعلیمی اہلیت۔

(i) میٹرک / ایس ایس سی کم از کم بی گریڈ

(ii) ایف ایس سی / ایچ ایس سی پری انجینئرنگ کم از کم بی گریڈ

پراسپکٹس و داخلہ فارم بعوض -/۲۵۰ روپے (ناقابل واپسی) ۱۰ جولائی ۹۴ء تک مندرجہ ذیل دفاتر سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ ہر لحاظ سے مکمل درخواستیں وصول کرنے کی آخری تاریخ ۲۶۔ جولائی ۹۴ء مقرر ہے۔

حد عمر امیدواران۔ ۲۱۔ دسمبر ۹۴ء کو ۱۶ تا ۲۰ سال

داخلہ فارم حاصل کرنے کے لئے ایڈریس۔

(i) انسٹی ٹیوٹ آف انڈسٹریل الیکٹرونکس انجینئرنگ ST-22/C بلاک ۶ یونیورسٹی روڈ گلشن اقبال کراچی۔

(ii) پاکستان کونسل آف سائنٹیفک وانڈسٹریل ریسرچ لیبارٹریز کمپلیکس فیروزپور روڈ لاہور۔

(iii) پاکستان کونسل آف سائنٹیفک وانڈسٹریل

باقی صفحہ ۷ پر

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر : آغا سیف اللہ- پرنٹر : قاضی منیر احمد مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت : دارالنصر غربی - ربوہ	قیمت دو روپیہ

۹- وفا ۱۳۷۳ ہش ۹- جولائی ۱۹۹۴ء

مشعل راہ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

○ دعا کے لئے رقّت والے الفاظ تلاش کرنے چاہئیں یہ مناسب نہیں کہ انسان مسنون دعاؤں کے ایسا پیچھے پڑے کہ ان کو جنتر منتر کی طرح پڑھتا رہے۔ اور حقیقت کو نہ پہچانے۔ اتباع سنت نبوی ضروری ہے مگر تلاش رقت بھی اتباع سنت ہے۔ اپنی زبان میں جس کو تم خوب سمجھتے ہو۔ دعا کرو تا کہ دعا میں جوش پیدا ہو۔ الفاظ پرست مخذول ہوتا ہے حقیقت پرست بننا چاہئے۔ مسنون دعاؤں کو بھی برکت کے لئے پڑھنا چاہئے مگر حقیقت کو پاؤ۔

○ وہ دعا جو معرفت کے بعد اور فضل کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے وہ اور رنگ اور کیفیت رکھتی ہے۔ وہ فنا کرنے والی چیز ہے۔ وہ گداز کرنے والی آگ ہے وہ رحمت کو کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے۔ وہ موت ہے پر آخر کو زندہ کرتی ہے۔ وہ ایک تند سیل ہے پر آخر کشتی بن جاتی ہے۔ ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی ہے اور ہر ایک زہر اس سے آخر تریاق بن جاتا ہے۔

○ یاد رکھو کہ سچے اور پاک اخلاق راستبازوں کا معجزہ ہے جن میں کوئی غیر شریک نہیں کیونکہ وہ جو خدا میں محو نہیں ہوتے وہ اوپر سے قوت نہیں پاتے۔ اس لئے ان کے لئے ممکن نہیں کہ وہ پاک اخلاق حاصل کر سکیں۔ سو تم اپنے خدا سے صاف ربط پیدا کرو ٹھٹھا۔ ہنسی۔ کینہ وری۔ گندہ زبانی۔ لالچ۔ جھوٹ۔ بدکاری۔ بدنظری۔ بدخیالی۔ دنیا پرستی۔ تکبّر۔ غرور۔ خود پسندی۔ شرارت۔ کج بحثی سب چھوڑ دو۔

○ ہر ایک جو پیچ در پیچ طبیعت رکھتا ہے اور خدا کے ساتھ صاف نہیں ہے وہ اس برکت کو ہرگز نہیں پا سکتا جو صاف دلوں کو ملتی ہے۔ کیا ہی خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں اور اپنے دلوں کو ہر ایک آلودگی سے پاک کر لیتے ہیں اور اپنے خدا سے وفاداری کا عہد باندھتے ہیں کیونکہ وہ ہرگز ضائع نہیں کئے جائیں گے۔ ممکن نہیں کہ خدا ان کو رسوا کرے کیونکہ وہ خدا کے ہیں اور خدا ان کا۔

○ ہر ایک عمل کا مدار نیت پر ہے۔ (صاحب ایمان) کو چاہئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کر دے۔ جو شخص کہ روزے سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت درد دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزے رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جو نہ ہو تو خدا تعالیٰ اسے ہرگز ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔

○ دعا کرنے والوں کو خدا معجزہ دکھائے گا اور مانگنے والوں کو ایک خارق عادت نعمت دی جائے گی۔ دعا خدا سے آتی ہے اور خدا کی طرف ہی جاتی ہے۔ دعا سے انسان خدا کے نزدیک ہو جاتا ہے جیسا کہ تمہاری جان تم سے نزدیک ہے۔ دعا کی پہلی نعمت یہ ہے کہ انسان میں پاک تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔

ایک نقطہ بھی غلط ہو تو بڑی بات ہے یہ
ناپ کو باپ بنا دیتا ہے آسانی سے
ہیں بہت کم جو سمجھ پاتے ہیں ایسی باتیں
کون خوش ہوتا ہے اس قسم کی نادانی سے

ابوالاقبال

○

رُخِ انور سے جب پردہ اٹھا آہستہ آہستہ
منوّر ہو گئے ارض و سما آہستہ آہستہ

ہم ایسے آدمی کو جب کبھی کُرسی خُدا نے دی
تو پھر بننے لگا وہ خود خُدا آہستہ آہستہ

بسا اوقات بگڑی بھی سنوّر جاتی ہے کوشش سے
مگر کچھ کام ہوتے ہیں ذرا آہستہ آہستہ

جو لیکر عزم و استقلالِ پیہم کام کرتے ہیں
بدل دیتے ہیں دُنیا کی فضا آہستہ آہستہ

کسی طوفانِ لرزہ خیز کا یہ پیش خیمہ ہے
اگرچہ چل رہی ہے اب ہوا آہستہ آہستہ

سُنا ہے صبر و استغنا کی عادت بھی عجب شَے ہے
مِٹا دیتی ہے سب رنج و بَلا آہستہ آہستہ

خُدایا کون یہ گُلشن بداماں بزم میں آیا
مُعطّر ہو رہی ہے سب فضا آہستہ آہستہ

تمہاری گرم گفتاری ہوئی ہے مجھ سے برسوں تک
کبھی سُن لو مرا بھی ماجرا آہستہ آہستہ

اثر خورشید کے دل پر ہے کس کی چشمِ اُلفت کا
ہوا جاتا ہے پھر درد آشنا آہستہ آہستہ

خورشید احمد باجوہ

میری تو دن رات کی یہ تمنا ہے۔ دن رات دل میں ایک آگ لگی ہوئی ہے۔ میں کیسے بھول سکتا ہوں اس لئے اللہ مجھے یاد کرواتا رہے گا اور میں یاد رکھوں گا اور آپ کو بھی یاد کرواتا رہوں گا۔ لیکن اگر آپ نے غفلت کی وجہ سے اس بات کو بھلا دیا تو یاد رکھیں کہ آپ خدا کے سامنے جوابدہ ہوں گے۔ اس لئے نہ خود بھولیں اور نہ دوسروں کو بھولنے دیں۔ آج جماعت کی سب سے بڑی اور سب سے اہم ذمہ داری خدا کا پیغام دوسروں تک پہنچانا ہے۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی

انقلابِ حقیقی

اپنی تقریر انقلاب حقیقی میں حضرت امام جماعت الثانی مزید فرماتے ہیں۔

دور ثانی۔ نوح ؑ کی تحریک اس کے بعد دوسرا دور آیا۔ جب آہستہ آہستہ آدم کے تبع افراد نے ترقی کی اور انہوں نے دنیا میں کارہائے نمایاں سرانجام دینے شروع کر دیئے۔ اور انسانی تمدن ترقی کرنے لگا اور انسان کو تمدن سے جو وحشت ہوا کرتی تھی وہ جاتی رہی اور وہ اس بات کا عادی ہو گیا کہ انفرادی آزادی قربان کر کے مجموعی رنگ میں قوم کے فائدہ کے لئے قدم اٹھائے۔ اس کے نتیجہ میں مسابقت کا مادہ پیدا ہوا اور بعض لوگ نہایت ذہین ثابت ہوئے اور بعض کند ذہن نکلے۔ کوئی اپنے کام میں نہایت ہی ہوشیار ثابت ہوا اور کوئی نکما۔ کوئی اپنی لیاقت کی وجہ سے بہت آگے نکل گیا اور کوئی پیچھے رہ گیا۔ کیونکہ مختلف انسانوں کے قویٰ میں تفاوت تو ہوتا ہی ہے۔ مگر اس کا ظہور تمدن کی زندگی میں ہوتا ہے۔ اور جس قدر تمدن پیچیدہ اور لطیف ہوتا جائے اسی قدر انسانی قابلیتوں کا تفاوت زیادہ سے زیادہ ظاہر ہونے لگتا ہے۔ اگر دو متفاوت القویٰ انسانوں کو ادنیٰ تمدن کے دائرہ میں کام پر لگایا جائے۔ تو گو تفاوت ظاہر ہو گا مگر اس قدر نمایاں نہیں ہو گا۔ جس قدر کہ اس وقت جب کہ انہیں کسی اعلیٰ تمدن کے ماتحت کام کرنا پڑے۔ اعلیٰ تمدن میں تو بعض دفعہ اس قدر فرق ظاہر ہوتا ہے کہ ایک اعلیٰ قابلیت کا آدمی کسی اور ہی جنس کا نظر آنے لگتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی آدم کے دور کے آخر میں ظاہر ہونے لگا۔ اور اسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو آدمی معمولی تھے۔ انہوں نے بعض آدمیوں کو خاص قابلیتوں کا مالک متصور کر لیا۔ اور چونکہ علم النفس کا فلسفہ ابھی ظاہر نہ ہوا تھا۔ اور علم کی کمی کی وجہ سے اس زمانہ کے لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ سب انسان ایک سے ہوتے ہیں۔ اور اگر کوئی ان میں سے اعلیٰ طاقتوں کا مالک ہے تو ضرور اسے کوئی اور طاقت جو انسانیت سے بالا ہے حاصل ہے اس لئے ان لوگوں میں پہلا احساس شرک کا پیدا ہوا۔ اور انہوں نے اپنے میں سے بعض کو خدائی طاقتوں سے متصف خیال کر لیا۔ اور یہ خیال کرنے لگ گئے کہ فلاں آدمی جو اتنا قابل۔ اتنا مدبر۔ اتنا سمجھدار اور اتنا عالم تھا وہ آدمی نہیں بلکہ خدا تھا۔ اگر آدمی ہوتا تو اس کی قابلیتیں ہم سے زیادہ نہ ہوتیں۔ اور اس طرح شرک کی ابتدا ہوئی۔ جب مادۂ فکر کے ترقی کر جانے کے سبب سے ایک طرف تو شرک کی بیماری لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو گئی اور دوسری طرف انسان میں وہ گناہ پیدا ہونے لگے جو تمدن کا لازمی نتیجہ ہیں اس وقت اللہ تعالیٰ نے نوح ؑ کو بھیجا۔

دور ثانی کا پیغام۔ نزول شریعت

گویا یہ تہذیب الٰہی کا دوسرا دور تھا جو نوح ؑ سے شروع ہوا۔ نوح ؑ اس وقت آئے جب صفات الٰہیہ کا لوگوں کے دلوں میں احساس پیدا ہو گیا تھا۔ اور صفات الٰہیہ کے احساس کے بعد ہی شریعت کا احساس پیدا ہوتا ہے اس لئے رسول کریم ﷺ نے حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ نوح علیہ السلام وہ پہلا نبی تھا جس پر شریعت کا نزول ہوا۔ اور تمدنی قواعد کو ایک باقاعدہ قانون کا رنگ چڑھایا گیا۔ کیونکہ اس زمانہ میں انسانی دماغ ترقی کر کے ایسے اعلیٰ مقام پر پہنچ چکا تھا۔ کہ اس کے لئے اس قسم کی رہنمائی کی ضرورت تھی۔ چنانچہ حدیث میں جو آتا ہے کہ سب سے پہلا نبی جس کی زبان پر شریعت رائج ہوئی اس کے مضمون کا قرآن شریف سے بھی پتہ چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمد ﷺ ہم نے تیری طرف جو وحی نازل کی ہے یہ ویسی ہی وحی ہے جیسی وحی نوح ؑ اور اس کے بعد کے انبیاء کی طرف نازل کی گئی تھی گویا پہلی وحی عقائد کی نسبت نوح ؑ کو ہوئی تھی اور سب سے پہلے تفصیلات صفات الٰہیہ کا دروازہ اس پر کھولا گیا تھا۔ کیونکہ اس وقت تک انسانی دماغ بہت ترقی کر گیا تھا۔ اور اس نے صفات الٰہیہ کا ادراک کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور اس فکر میں ٹھوکر کھا کر اس نے شرک کا عقیدہ ایجاد کر لیا تھا۔ چنانچہ شرک کا ذکر قرآن کریم میں نوح ؑ کے ذکر کے ساتھ ہی شروع ہوتا ہے۔

پس نوح ؑ اول شارع نبی تھے۔ ان معنوں میں کہ ان کے زمانہ میں انسان روحانیت کی باریک راہوں پر قدم زن ہونے لگ گیا تھا۔ اور اس کا دماغ مافوق الطبیعات کو سمجھنے کی کوششوں میں لگ گیا تھا۔

ہم حقیقی طور پر اپنے لئے اس وقت زندہ رہ سکتے ہیں جب ہم دوسروں کے لئے زندہ رہنا شروع کریں۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

صبر و تحمّل کی تلقین

۱۹۔ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو خطبہ جمعہ میں حضرت امام جماعت الثانی (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے ہیں) نے فرمایا:-

آپ لوگ احمدی کہلاتے ہیں۔ آپ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ آپ خدا تعالیٰ کی چیدہ جماعت ہیں۔ آپ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ آپ خدا تعالیٰ کے مامور پر کامل یقین رکھتے ہیں۔ آپ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے آپ نے اپنی جانیں اور اپنے اموال قربان کر رکھے ہیں۔ اور آپ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ان تمام قربانیوں کے بدلے اللہ تعالیٰ نے آپ سے جنت کا سودا کر لیا ہے۔ یہ دعویٰ آپ لوگوں نے میرے ہاتھ پر دہرایا۔ بلکہ آپ میں سے ہزاروں انسانوں نے اس عہد کی ابتدا میرے ہاتھ پر کی ہے۔ کیونکہ وہ میرے ہی زمانہ میں احمدی ہوئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تمہارے باپ تمہارے بیٹے تمہاری بیویاں، تمہارے عزیز و اقارب، تمہارے اموال، اور تمہاری جائدادیں تمہیں خدا (------) سے زیادہ پیاری ہیں تو تمہارے ایمان کی کوئی حقیقت نہیں۔ یہ ایک معمولی اعلان نہیں بلکہ اعلان جنگ ہو گا۔ ہر اس انسان کے لئے جو اپنے ایمان میں ذرہ بھر بھی کمزوری رکھتا ہے۔ یہ اعلان جنگ ہو گا۔ ہر اس شخص کے لئے جس کے دل میں نفاق کی کوئی بھی رگ باقی ہے لیکن میں یقین رکھتا ہوں کہ ہماری جماعت کے تمام افراد، (مگر جو اللہ چاہے) سوائے چند لوگوں کے سب سچے صاحب ایمان ہیں۔ اور اس وعدے پر قائم ہیں جو انہوں نے بیعت کے وقت کیا اور اس وعدے کے مطابق جس قربانی کا بھی ان سے مطالبہ کیا جائے گا۔ اسے کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہیں گے۔ خطبہ جمعہ میں بولنا تو منع ہے لیکن اگر امام اجازت دے تو انسان بول سکتا ہے۔ پس میں آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا آپ اس وعدے پر قائم ہیں جو آپ لوگوں نے میرے ہاتھ پر کیا (چاروں طرف سے یقیناً ہم قائم ہیں اور لبیک کی آوازیں بلند ہوئیں) اس کے بعد میں آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ جب آپ لوگ اپنی جانیں میرے ہاتھ پر فروخت کر چکے ہیں۔ اپنے اموال میرے ہاتھ پر فروخت کر چکے ہیں تو اب ہر ایک وہ مطالبہ (دینی احکام) کے اندر کروں اس کے متعلق جماعت کے ہر فرد کا یہ فرض ہے کہ وہ اس کو پورا کرے۔ اور اگر کوئی اس مطالبے کو پورا نہیں کرتا۔ تو وہ منافق ہے احمدی نہیں۔

اس کے بعد سب سے پہلا مطالبہ جو میں آپ لوگوں سے کرتا ہوں۔ اور جس کی آزمائش کے بعد دوسرا مطالبہ کروں گا۔ یہ ہے کہ یہاں ایک جلسہ ہونے والا ہے۔ اس جلسہ کے متعلق مجھے یقینی طور پر اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ یہ لوگ کوئی شورش اور فساد برپا کرنا چاہتے ہیں۔ پس میرا پہلا مطالبہ یہ ہے کہ اگر واقعہ میں وہ اطلاعات درست ہیں۔ جو مجھے موصول ہوئیں تو میں اپنی جماعت کے ہر شخص کو یہ حکم دیتا ہوں کہ خواہ وہ مارا اور پیٹا جائے۔ اپنا ہاتھ کسی پر مت اٹھائے۔ اور اپنی زبان مت کھولے بلکہ اگر وہ قتل بھی کر دیا جائے تب بھی اس کا حق نہیں کہ وہ ہاتھ اٹھائے۔ اور اس کا حق نہیں کہ وہ اپنی زبان ہلائے۔ اگر ایسی حالت میں کوئی بھائی پاس سے گذر رہا ہو تو میں اسے بھی ہدایت کرتا ہوں کہ وہ ہرگز اس کی مدد نہ کرے۔ ہاں فوٹو کے لئے کیمرے موجود ہونے چاہئیں۔ جن لوگوں کے پاس یہاں کیمرے ہیں وہ اپنے کیمروں کو تیار کر لیں اور جو باہر سے منگوا سکتے ہوں وہ باہر سے منگوا لیں۔ جہاں کہیں وہ کوئی ایسی حرکت دیکھیں جس سے انہیں معلوم ہو کہ پولیس اور اس کے افسر اپنے فرائض کو ادا نہیں کر رہے تو ان کا فرض ہو گا کہ وہ اس حالت کا فوٹو اتار لیں۔ ہاتھ مت ہلائیں۔ زبان نہ کھولیں۔ بلکہ کیمرے تیار رکھیں۔ اور جب دیکھیں کہ پولیس اور اس کے افسر اپنی ذمہ داری کو ادا نہیں کر رہے یا احمدیوں پر ظلم و تعدی ہو رہا ہے تو فوراً اس حالت کا فوٹو اتار کر اسے محفوظ کر لیں" اس خطبے کے بعد مقامی حکام نے یہ انوکھا حکم بھی جاری کر دیا کہ احمدی اپنے پاس کیمرے نہ رکھیں۔ ورنہ فساد ہو جائے گا۔ یہ حکم جیسا تھا ظاہر ہے لیکن حضرت امام جماعت الثانی نے جو ہر قیمت پر امن و امان کی فضا قائم کرنے کا فیصلہ کر چکے تھے احمدیوں کو کیمروں کے استعمال کی بھی ممانعت فرما دی۔

(تاریخ احمدیت جلد ہفتم ص ۴۹۴)

وہ ماں باپ جو ایک دوسرے سے سچا پیار کرنے والے اور ایک دوسرے کا ادب کرنے والے اور ایک دوسرے کا لحاظ کرنے والے۔ ایک دوسرے کی ضروریات کی طرف دھیان رکھنے والے اور اخلاق سے پیش آنے والے ماں باپ ہوتے ہیں ان کی اولاد بھی ماں باپ سے پیار کرنے والی بنتی ہے۔ اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ نسبتاً بہتر تعلقات قائم کرتی ہے۔ اور ایسی اولاد پھر ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن جاتی ہے۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

ہماری تاریخ

حضرت امام جماعت الثانی کا ایک خط میاں فضل حسین رکن ایگزیکٹو کونسل وائسرائے ہند کے نام

"اگر جماعت اس فعل کو بلا احتجاج اور اصلاح چھوڑ دے تو امام جماعت احمدیہ کوئی کام کر ہی نہیں سکتا۔ سلسلہ کے ہر افسر کی غلطی پر اسے نوٹس ملے گا۔ ہر احمدی کی غلطی پر اسے نوٹس ملے گا۔ وہ تو صرف نوٹسوں کا ہدف بنا رہے گا۔ وہ اور کام نہ کر سکے گا۔ جماعت احمدیہ ہرگز اس امر کی مدعی نہیں کہ وہ اپنے آپ کو یا اپنے امام کو حکومت کی رعایا ہونے کے مقام سے بالا سمجھتی ہے نہ میں بحیثیت امام جماعت احمدیہ اپنے آپ کو قانون سے بالا سمجھتا ہوں میرا نظریہ یہ ہے کہ مجھے دوسروں سے زیادہ قانون کا پابند ہونا چاہئے تاکہ میں دوسروں کے لئے نمونہ بنوں لیکن میں اس امر کا مدعی ضرور ہوں کہ قانونی نقطہ نگاہ سے مجھے صرف میرے فعل کا ذمہ دار قرار دیا جائے۔ دوسروں کے فعل کا ذمہ دار نہ قرار دیا جائے۔ جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ دوسروں نے وہ فعل میرے کہنے پر کیا ہے پس جبکہ نوٹس میرے حکم کے بغیر تھا اور مجھے اس کا علم بھی بعد میں ہوا۔ پھر وہ ایک ایسے افسر کی طرف سے تھا جو جماعت کے نظام کے ماتحت آزادانہ طور پر ایسا حکم دے سکتا تھا۔ اور حکومت کو اس کا علم تھا کہ نوٹس پر ایک ناظر کے دستخط ہیں۔ کیونکہ اس کے پاس سرکلر کا پی موجود تھی جیسا کہ مرزا معراج الدین صاحب نے مجھ سے ذکر کیا تھا۔ پس کیوں انہوں نے نوٹس صدر انجمن احمدیہ کے جو رجسٹرڈ باڈی ہے اس افسر کو نہ دیا جو اپنے محکمہ کا کامل ذمہ دار ہے اور اپنی ذمہ داری سے کبھی منکر نہ ہوا۔ چند ماہ ہوئے مجھے ایک سینئر سب جج نے سمن کے ذریعہ سے ایک دیوانی کے مقدمہ میں بلوایا اور لکھا۔ کہ صدر انجمن احمدیہ کے فلاں فلاں ریکارڈ آپ ساتھ لیتے آویں۔ میں حاضر عدالت ہوا۔ مگر ریکارڈ نہ لے گیا۔ اور جب عدالت نے مجھ سے پوچھا تو میں نے بتایا کہ میں ریکارڈ نہیں لایا۔ اور یہ سوال وکیل کہا کہ مجھے اطلاع مل چکی تھی لیکن چونکہ نہ میں صدر انجمن احمدیہ کا ممبر ہوں نہ صدر نہ سیکرٹری اس لئے کوئی وجہ نہ تھی کہ میں ریکارڈ لاتا اگر آپ کو ریکارڈ منگوانا تھا تو اس کے کسی افسر کو بلواتے اس پر وکیل مدعی نے کہا کہ کیا آپ لا نہ سکتے تھے؟ میں نے جواب دیا کہ میں اس طرح لا سکتا تھا کہ جس طرح ہر احمدی کا ریکارڈ لا سکتا تھا۔ لیکن کیا عدالت ہر احمدی کا دیوانی مقدمہ میں ریکارڈ میرے ذریعہ منگوایا کرے گی۔ عدالت اور مدعی دونوں اس کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے اور مجھے ریکارڈ نہ لانے کے الزام سے بری قرار دیا۔ اب حکومت نے یہ طریق اختیار کیا ہے مگر آپ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ اس اصل کو اگر جماعت تسلیم کر لے تو ہر دیوانی مقدمہ میں یا فوجداری مقدمہ میں ہر مجسٹریٹ مجاز ہو گا کہ بجائے صدر انجمن کے کارکنوں کو بلوانے کے مجھے بلوا لیا کرے۔ کیا اس طرح جماعت کا کام چل سکتا ہے؟ بلکہ اس اصل کو تسلیم کر کے کہ چونکہ صدر انجمن احمدیہ میرے حکم کے تابع ہے اس لئے اس کے خلاف نوٹس جاری کرنے کی جگہ مجھے نوٹس دیا جا سکتا ہے۔ ہر احمدی کے خلاف جو مقدمہ ہو اس کے بارہ میں مجھے بلوایا جا سکتا ہے۔

پس یہ ایک ایسی غلطی ہے جسے جماعت احمدیہ کسی طرح برداشت نہیں کر سکتی۔ اور اس کا ازالہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ حکومت تسلیم کرے کہ اس سے یہ غلطی ہوئی ہے کہ بجائے ناظر امور عامہ پر نوٹس سرو کرنے کے جن کے دستخطوں سے سرکلر کیا تھا امام جماعت احمدیہ پر نوٹس سرو کیا گیا اس صورت میں اختلاف صرف قانونی رہ جائے گا جسے کونسلوں میں اور باہمی مبادلہ خیالات سے دور کیا جا سکتا ہے مگر موجودہ پوزیشن تو یہ ہے کہ حکومت اس پر تو افسوس کرتی ہے کہ مجبوری کی حالت میں آپ کو نوٹس دینا پڑا اور یہ تسلیم نہیں کرتی۔ کہ اس نے کسی کے جرم کو کسی کی طرف منسوب کرنے میں غلطی کی ہے۔ پس حکومت کا اظہار افسوس اصل مقصد کے لئے ہرگز مفید نہیں۔

اور بہت سی باتیں ہیں جو حل طلب ہیں لیکن اصولی سوال یہ ہے کہ میں آپ ہی کو ثالث تسلیم کر لیتا ہوں آپ حکومت اور میرے نقطہ نگاہ کو سن کر جو فیصلہ کریں۔ میں اسے منظور کر لوں گا۔ میں تو حکومت سے نہیں لڑنا چاہتا مگر حکومت اگر ہمیں ایک ایسے مقام پر کھڑا کر دے کہ جہاں کھڑے ہو کر جماعت کی ہستی ہی خطرہ میں پڑ جاتی ہو تو آپ فرمائیں میں کیا کروں؟

خط کے آخر میں حضرت صاحب نے تحریر فرمایا:

...... میرا پروگرام یہی ہے کہ پہلے حکومت پنجاب سے اپیل کروں گا۔ پھر حکومت ہند سے پھر حکومت انگلستان سے اگر کہیں دادخواہی نہ ہوئی پھر جو علاج ممکن ہوا کروں گا۔"

"میرے نزدیک حکومت سے اس بارہ میں ایک اور غلطی ہوئی ہے۔ اس نے احمدیوں کے لئے ایک نیا سوال پیدا کر دیا ہے اور وہ یہ کہ کیا وہ (امام جماعت) کے حکم کے تابع ہیں یا اس حکم کے بھی جو (امام جماعت) کو حکومت کی طرف سے ملے؟ چنانچہ جب اس بارہ میں مشورہ کے لئے قانون دان جمع ہوئے تو پیر اکبر علی صاحب ایم۔ ایل۔ سی نے فوراً کہا تھا کہ میں نے (امام جماعت) کی بیعت کی ہے مسٹر گاربٹ کی تو نہیں کی۔ جب بھی یہ معلوم ہو گا کہ حکومت نے جبراً ایک حکم دلایا ہے تو ہم کبھی بھی اس کی اطاعت نہیں کریں گے۔ کیونکہ وہ (امام جماعت) کا حکم نہیں اور نہ وہ حکومت کا حکم ہے کیونکہ قانوناً ہمیں مخاطب نہیں کیا گیا۔ حکومت اگر تعاون سے کام کرتی تو یقیناً یہ سوال نہ پیدا ہوتا۔ اب اگر حکومت یہ طریق اختیار کرے گی۔ تو چونکہ جماعت کے خیالات کی رو ادھر منتقل ہو چکی ہے۔ وہ یقیناً ایسے حکم کو نہیں مانے گی۔ اور حکومت کو اس سے ذرہ بھر بھی فائدہ نہیں ہو گا۔"

حکومت پنجاب کی طرف سے غلطی کا اعتراف

حضرت امام جماعت احمدیہ کے زبردست احتجاج نے حکومت پنجاب کو بالآخر اپنی غلطی کا اعتراف کرنے پر مجبور کر دیا چنانچہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے اپنے ایک مفصل مضمون میں اعلان فرمایا:۔

"حکومت پنجاب نے اس امر کو تسلیم کر لیا ہے کہ جاری شدہ سرکلر کی ذمہ داری امام جماعت احمدیہ پر عائد نہیں ہوتی اور یہ کہ اگر حکومت کو نوٹس جاری کرنے کے وقت اس بات کا علم ہوتا کہ یہ سرکلر ناظر امور عامہ کی طرف سے جاری کیا گیا ہے تو وہ امام جماعت احمدیہ کو یہ نوٹس نہ دیتی کہ وہ اس سرکلر کو واپس لیں۔ بلکہ وہ اس شخص کو مخاطب کرتی جس کی طرف سے وہ سرکلر جاری ہوا تھا۔ حکومت نے اس بات کو بھی تسلیم کیا ہے کہ جو سرکلر جاری کیا تھا وہ حکومت کے نوٹس سے قبل ہی منسوخ کیا جا

باقی صفحہ ے پر

بقیہ صفحہ ۵

بارے میں نصائح کرتے رہتے۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ چونکہ باپ ذریعہ معاش کے حصول کی خاطر گھر سے باہر ہوتا ہے بچے ماں کے پاس ہوتے ہیں اس لئے ان کی اچھی سے اچھی تربیت کرنا ماں کا فرض اولین ہونا چاہئے۔ میری والدہ (وفات یافتہ) سے بھی بے حد پیار کا سلوک کرتیں۔ اور اکثر کہا کرتیں کہ یہ ساس تو لگتی نہیں۔ شریفہ کو اپنی ساس اور سسر کے ساتھ عشق کی حد تک پیار تھا۔ جس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ ان بزرگ ہستیوں نے بھی اسے بے پناہ پیار دیا تھا۔ ۱۹۷۲ء میں چھاتی کے کینسر کے آپریشن کے لئے لندن تشریف لے گئیں۔ لندن جانے سے قبل ربوہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث کی خدمت میں بغرض دعا حاضر ہوئے۔ آپ نے دعا کی اور فرمایا فکر نہ کرو تم ٹھیک ہو جاؤ گی۔ اسی طرح حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کی خدمت میں بغرض دعا حاضر ہوئے۔ آپریشن خدا کے فضل سے کامیاب ہوا۔ لندن سے واپسی پر پھر حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپریشن کی کامیابی پر آپ نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ حضرت صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد ایک سڑک سے گزر رہے تھے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب اپنی بائیسکل پر اپنے گھر تشریف لے جاتے نظر آئے جبکہ ہم آپ کے ہی گھر سے آپ کو وہاں نہ پا کر مایوس لوٹ رہے تھے۔ آپ کو دیکھ کر میں نے اپنی کار روک لی۔ آپ ہماری کار کے قریب تشریف لائے اہلیہ سے مخاطب ہوئے۔ آپ نے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ انہوں نے مجھے دعا کے لئے اتنے خطوط لکھے تھے معلوم ہوتا ہے وہ دعائیں آپ کو کھینچ لائی ہیں ۱۹۷۲ء کے آپریشن کے بعد تادم وفات کینسر کی دوبارہ تکلیف نہیں ہوئی۔

ستمبر ۱۹۷۳ء میں جب ہم بھلوال میں تھے تو ایک دن کسی غیبی تحریک پر بڑی شدت سے کہا کہ وہ وصیت کرنا چاہتی ہیں اور ساتھ ہی مجھے بھی ترغیب دی کہ میں بھی نظام وصیت میں شامل ہو جاؤں۔ چنانچہ ان کی اس خواہش پر میں نے فوراً سیکرٹری صاحب مجلس کارپرداز ربوہ کی خدمت میں خط لکھ کر وصیت کے فارم منگوائے اور پر کرنے کے بعد بغرض منظوری واپس بھجوائے۔ خدا کے فضل سے ہم دونوں کی وصیت کی منظوری آ گئی۔ جس سے بے حد خوش ہوئیں۔

نہایت ہی صابر اور شاکر خاتون تھیں۔ مجھ سے کبھی ایسی بات یا کسی ایسی چیز کا مطالبہ نہ کیا جسے پورا کرنا میری استطاعت میں نہ تھا۔ صفائی پسند بے حد تھیں کبھی بھی یہ برداشت نہ کر سکتیں کہ گھر میں چیزیں بے ترتیب پڑی ہوں اور صفائی نہ ہوئی ہو۔ اپنی اولاد کو اور دوسروں کو بھی ہمیشہ صفائی کی تاکید کرتی رہتیں۔ غرضیکہ ایک نہایت وفا شعار۔ غمگسار۔ عبادت گزار خاتون تھیں۔ ایک نہایت ہی بھرپور ازدواجی زندگی گزارنے کے بعد اپنے خالق حقیقی کے حضور حاضر ہو گئیں۔ خدا کے فضل سے بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ اللہ تعالیٰ انہیں بخشش کی چادر میں لپیٹ لے اور اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ درجات بلند کرے اور ان کی دعاؤں کے خزانے ہمیشہ مجھے اور میرے بچوں بلکہ کل افراد خاندان کو قیامت تک عطا کرتا رہے اور ہم سب کو ہر لحہ اپنی حفظ و امان میں رکھے اور جملہ پریشانیوں کو دور کرنے کے لئے عرش سے غیبی سامان فرمائے کہ تمام خزانوں، مسرتوں اور برکتوں کا سرچشمہ وہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کو روکنے والا کوئی نہیں۔

چوہدری عبدالحمید

شیریں حمید صاحبہ

خاکسار کی اہلیہ محترمہ شریفہ حمید المعروف شیریں حمید مختصر علالت کے بعد ۳۰-۲۹ مئی کی درمیانی شب لاہور میں انتقال کر گئیں۔

آپ ۵- مارچ ۱۹۳۷ء کو لائل پور' موجودہ فیصل آباد میں پیدا ہوئیں۔ آپ تین بھائیوں کی اکلوتی بہن تھیں۔ آپ کے والد محترم ڈاکٹر عبدالحمید صاحب (وفات یافتہ) چیف میڈیکل آفیسر پاکستان ریلوے حضرت میاں چراغ دین صاحب رئیس لاہور جو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اولین ساتھیوں میں سے تھے کے نواسے تھے۔ آپ کی والدہ حضرت خان صاحب میاں محمد یوسف صاحب (وفات یافتہ) حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے پرائیویٹ سیکرٹری' نائب امیر جماعت احمدیہ لاہور کی ہمشیرہ تھیں۔ آپ نے ابتدائی تعلیم انبالہ (بھارت) میں حاصل کی۔ بی۔ ایس۔ سی کا امتحان کراچی یونیورسٹی سے پاس کیا۔ آپ حضرت آصفہ بیگم صاحبہ حرم حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی کلاس فیلو تھیں۔ پاکستان بننے کے بعد گرمیوں کے ایام میں حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کوئٹہ تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ان دنوں ان کے والد صاحب کوئٹہ میں بطور ڈویژنل میڈیکل آفیسر ریلوے متعین تھے۔ انہیں ایام میں ان کی محترمہ صاحبزادی امتہ المتین صاحبہ اہلیہ مکرم سید محمود احمد ناصر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ سے دوستی ہوئی اور یہ دوپٹہ بدل بہنیں بن گئیں جو رشتہ ان کی وفات تک قائم رہا۔ حضرت آپا مریم صدیقہ صاحبہ کو آپ نے ماں کا رتبہ دیا۔ اور انہوں نے بھی ان سے ہمیشہ ماں سے بڑھ کر پیار و محبت کا سلوک فرمایا۔

ہماری شادی نومبر ۱۹۶۰ء میں ہوئی تھی۔ اس موقعہ پر حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے اپنے دستخط سے مندرجہ ذیل تحریر بطور تحفہ عطا فرمائی۔

"اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہو" مرزا محمود احمد ۶۰-۱۱-۱۱

اسی طرح حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے اپنے دستخط سے مندرجہ ذیل تحریر عنایت فرمائی۔ "حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے اس عہد بیعت کو ہمیشہ اپنی زندگی کا شعار بناؤ کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گی۔ مرکز اور (امامت) سے تعلق مضبوط رکھو اور جہاں بھی رہو خدا کی سچی بندی (-) بن کر رہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کو راحت برکت کی زندگی نصیب کرے" مرزا بشیر احمد ۶۰-۱۱-۱۱

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک بیٹا اور دو بیٹیوں سے نوازا جو بفضل تعالیٰ بقید حیات ہیں۔ ہماری سب سے چھوٹی بیٹی کی پیدائش کراچی میں ہوئی تھی۔ ہسپتال سے رخصت ملنے کے بعد ہم حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ان دنوں کراچی میں قیام پذیر تھے۔ آپ نے عزیزہ نومولودہ کو اپنی مبارک گود میں اٹھا کر دریافت فرمایا کہ اس کا نام کیا رکھا ہے میں نے عرض کی کہ نومولودہ کی دادی جان کے ایک خواب کی بناء پر عزیزہ کا نام عائشہ رکھا ہے اس پر آپ نے فرمایا کہ "میری طرف اس میں مبارکہ کا اضافہ کر دیں"۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث اور حضرت نواب منصورہ بیگم صاحبہ شریفہ سے بہت ہی پیار اور شفقت کا سلوک فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ جب آپ کراچی میں تشریف فرما تھے تو اہلیہ سری پائے پکا کر لے گئیں جب ہم آپ کی رہائش گاہ پر پہنچے تو کھانے کا وقت تھا۔ آپ نے اہلیہ سے فرمایا کہ اپنے ہاتھ سے مجھے سالن ڈال کر دو کیونکہ پکانے والے کو علم ہوتا ہے کہ کون سی بوٹی اچھی ہوتی ہے۔

۱۹۷۰ء میں خاکسار کراچی سے بھلوال ضلع سرگودھا بغرض ملازمت گیا۔ چونکہ بھلوال ربوہ کے قریب ہے اس لئے اکثر ربوہ جانے کا موقعہ ملتا۔ حضرت منصورہ بیگم صاحبہ کو بھی اہلیہ سے خاص انس تھا۔ اہلیہ کو چونکہ سلائی وغیرہ میں خاص ملکہ حاصل تھا۔ گاہے بگاہے حضرت بیگم صاحبہ کو قمیص سی کر دیا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ حضرت بیگم صاحبہ نے اہلیہ کو ایک خط میں لکھا کہ "تم نے میری قمیص سی کر چسکا ڈال دیا ہے اب کسی اور کی سلائی اچھی نہیں لگتی اس لئے تمہیں تکلیف دے رہی ہوں.... منصورہ بیگم۔

۱۸- جنوری ۱۹۷۷ء کی ایک دوپہر حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث مع حضرت بیگم صاحبہ اچانک بھلوال میں ہمارے غریب خانہ پر تشریف لے آئے۔ محترم مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اسلام آباد سے ربوہ جا رہے تھے کھانے کا وقت تھا ہم نے سوچا کہ کھانا آپ کے ساتھ کھا لیتے ہیں۔ اس روز اہلیہ کی طبیعت کچھ ناساز تھی اور وہ آرام کر رہی تھیں کہ اچانک جب اس مبارک ہستی کو اپنے گھر میں تشریف لاتے دیکھا تو اپنی تمام تکلیف بھلا کر بستر سے اٹھ بیٹھیں اور کھانا تیار کرنا شروع کر دیا۔ عزیزم صلاح الدین ایوبی جو میرا بھانجہ ہے وہ بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ اس نے جلدی سے تازہ کینو اور مالٹے کار سے نکال کر حضرت صاحب اور دوسرے مہمانوں کی خدمت میں پیش کیا۔ اسی دوران آپ نے میرے سب بھائیوں کا نام لے کر خیریت دریافت فرمائی لیکن میرے بڑے بھائی مکرم چوہدری محمد عبدالسمیع صاحب جو مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب سے چھوٹے ہیں کا نام نہ لیا۔ جب خاکسار نے آپ کی توجہ اس طرف دلائی تو آپ نے فرمایا کہ وہ تو میرا دوست ہے۔ کھانا تناول فرمانے کے بعد آپ نے چائے پی۔ قریباً ۲ گھنٹے ہمارے غریب خانہ پر تشریف فرمانے کے بعد آپ ربوہ کے لئے روانہ ہوئے۔ خالص شہد۔ گھر کی مرغیوں کے انڈے اور اپنی فیکٹری کا تیار کردہ نور پو مکھن آپ کی خدمت میں پیش کیا تو مسکرا کر فرمایا گاڑی میں رکھوا دو۔ رخصت ہونے سے پہلے آپ نے اہلیہ سے فرمایا کہ تمہارا گھر اچھا ہے اللہ مبارک کرے۔ اپنی کار میں بیٹھنے سے پہلے آپ نے اپنی جیب سے ایک معطر ٹشو نکال کر آدھا پھاڑ کر میری اہلیہ کو اور دوسرا نصف خاکسار کو دیا اور فرمایا جب تک اس میں سے خوشبو آتی رہے گی ہماری یاد تمہیں آتی رہے گی۔

بھلوال میں قیام کے دوران ایک مرتبہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے ربوہ سے اسلام آباد جاتے ہوئے از راہ شفقت چند گھنٹوں کے لئے ہمارے غریب خانہ پر قیام فرمایا۔ اہلیہ نے ان کی حتی الواسع خوب خاطر مدارت کی۔ یہ عجیب بات ہے کہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ کو ان کے اصلی نام شریفہ کے بجائے ثریا کہہ کر پکارتی تھیں اور ساتھ ہی فرماتیں کہ مجھے معلوم ہے تمہارا نام شریفہ ہے لیکن نہ جانے کیوں میں تمہیں ثریا کہہ کر پکارتی ہوں۔

دینی خدمات ۱۹۷۳-۱۹۷۲ء میں لجنہ اماء اللہ بھلوال ضلع سرگودھا کی سیکرٹری منتخب ہوئیں۔ ستمبر ۱۹۷۷ء میں ہم بھلوال سے تہران (ایران) چلے گئے۔ وہاں ۱۹۷۷ء کے آخر میں قریباً ۲ سال کے تعطل کے بعد لجنہ اماء اللہ کے عہدہ داران کا انتخاب کروایا گیا۔ اہلیہ کو اس انتخاب میں صدر لجنہ اماء اللہ تہران منتخب کیا گیا۔

ایران میں اسلامی انقلاب کے بعد ہم مارچ ۱۹۷۹ء میں پاکستان واپس آ گئے اور کراچی میں رہائش پذیر ہوئے۔ غالباً ۱۹۸۱ء میں حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث نے لجنہ اماء اللہ کراچی کی تنظیم نو فرمائی۔ لجنہ کے کام چلانے کے لئے آپ نے ایک ۵ رکنی کمیٹی کی تشکیل فرمائی۔ حضرت صاحب نے از راہ شفقت اہلیہ کو اس انتظامیہ کمیٹی کا ایک رکن نامزد فرمایا جس عہدہ پر آپ نے نومبر ۱۹۸۱ء تک خدمت دین کی توفیق پائی۔ یہ اس کا فضل ہے جسے چاہے دیتا ہے۔

نومبر ۱۹۸۱ء ہم کراچی سے لاہور منتقل ہوئے۔ پہلے حلقہ شالی چھاؤنی میں قیام تھا۔ اکتوبر ۱۹۸۴ء میں حلقہ جنوبی چھاؤنی میں رہائش پذیر ہوئے۔ ۱۹۸۵ء میں اہلیہ اس حلقہ کی صدر لجنہ اماء اللہ منتخب ہوئیں۔ یہ اعزاز متواتر ۱۹۹۲ء تک جب تک اس حلقہ میں رہائش پذیر رہے آپ کے حصہ آتا رہا۔

جماعتی کاموں اور ذیلی تنظیموں میں آپ کا تعاون نمایاں رنگ رکھتا تھا۔ جب سے آپ نے حلقہ کی صدارت سنبھالی لجنہ اماء اللہ لاہور کے سالانہ اجتماعات میں ان کا حلقہ تمام شعبوں میں کارکردگی کی بناء پر انعام حاصل کرتا رہا۔ ان کی صدارت میں حلقہ میں ہر ماہ دو اجلاس ہوتے جن میں قرآن مجید کا ترجمہ پڑھایا جاتا۔ اس کے علاوہ رمضان المبارک کے بابرکت ایام میں مربی سلسلہ روزانہ درس قرآن دیتے۔ پوری تندہی لگن اور جاں فشانی سے حلقہ کی خواتین اور ناصرات کی تربیت میں کوشاں رہتیں۔ اسی دوران ینگ لجنہ (Young lajna) کی بنیاد ڈالی جس کا مرکزی خیال کالجوں اور سکولوں میں تعلیم حاصل کرنے والی لڑکیوں کو مہینہ میں ایک بار مل بیٹھنے اور مختلف موضوعات پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع فراہم کرنا اور تربیت دین تھا۔ یتامیٰ اور بے سہارا خواتین کی مالی امداد کرنے کے لئے ایک علیحدہ فنڈ بنایا جس میں حلقہ کی مخیر خواتین حسب استطاعت حصہ لیتیں۔ اس فنڈ سے ان خواتین کی امداد کی جاتی تھی۔ اپنے حلقہ کی ممبرات کے ہمراہ ہسپتالوں میں جا کر مریضوں کی عیادت کرنا اور دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں غیر از جماعت خواتین سے ملنے کا سلسلہ لگا رہتا تھا۔ غرضیکہ خدمت دین کو حرز جان بنایا ہوا تھا۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی اردو زبان میں تمام کتب کا مطالعہ کیا ہوا تھا۔

تمام عبادات پابندی سے ادا کرتیں اور اپنے بچوں کو خاص طور پر اس امر کی تحریک کرتی رہتیں کہ عبادت اپنے وقت پر ادا کی جائے۔ جماعت کی ہر مالی تحریک میں اپنی حیثیت کے مطابق حصہ لیتی تھیں اور اپنے بچوں کو بھی ان تحریکات میں حصہ لینے کی ترغیب دلاتیں۔ اور تاکید کرتی تھیں بہت ہی دعا گو تھیں اور اکثر سچی خوابیں دیکھتیں۔

میرے والدین کے ساتھ انہیں بے حد پیار تھا اور ان کا اپنے والدین سے بھی بڑھ کر عزت و احترام کرتیں۔ میرے والد حضرت چوہدری محمد حسین صاحب (وفات یافتہ) سے روزانہ قرآن شریف با ترجمہ پڑھتیں حضرت والد صاحب ہمیشہ انہیں تربیت اولاد کے

باقی صفحہ ۴ پر

سائنس اور ٹیکنالوجی باہم دگر چلتے ہیں

ڈی نیوز انٹرنیشنل کے ٢٧ جون ١٩٩٤ء کے شمارہ میں پروفیسر خواجہ مسعود "سائنس اور ٹیکنالوجی باہم دگر چلتے ہیں" کے عنوان سے لکھتے ہیں کہ

ٹیکنالوجی کو تیسری دنیا میں درآمد کرنے کے لئے عام طور پر ایک شور پڑا ہوا ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام کہتے ہیں کہ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ ٹیکنالوجی سائنس کے ساتھ درآمد کی جانی چاہئے۔ اور بدقسمتی سے عام طور پر بنیادی سائنس کو تیسری دنیا میں نظرانداز کیا جارہا ہے خاص طور پر اسلامی ممالک میں جہاں سائنس کے نظریئے کو نہ صرف نظرانداز کیا جارہا ہے بلکہ اس پر تمسخر بھی اڑایا جارہا ہے۔

سائنس سے مراد یہ ہے کہ سائنسی علوم کو اپنایا جائے اور سائنسی نظریئے کو مقبول بنانے کی کوشش کی جائے یہ بات انسانی عقل اور دانشوری کو قوت بخشتی ہے اور اس سے قوانین قدرت کے سمجھنے میں آسانی پیدا ہوتی ہے اور اسی طرح تحقیقات اور تجربوں کے ذریعے معاشرہ کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔

جہاں تک سائنسی نظریئے کا تعلق ہے اس سے یہ بھی مراد ہے کہ تحمل اور بردباری سے کام لیا جائے۔ کثیر الخیالی کو قبول کیا جائے اور اختلاف رائے کو برداشت کیا جائے۔

ٹیکنالوجی کا مطلب یہ ہے کہ سائنس کی ایجادات کو عملی زندگی میں بروئے کار لایا جائے تاکہ انسانی بہبود اور آرام و آسائش میں اضافہ ہو۔

موجودہ زمانہ میں سائنس چار بڑے بڑے اصولوں پر مبنی سمجھی جاتی ہے۔

١- ارتقاء کا نظریہ۔

٢- قوت کو محفوظ رکھنے کا نظریہ۔

٣- اور خلاء کو بطور توسیع کے دیکھنے کا نظریہ جس میں جسمانی کارکردگی نظر آتی ہے۔ مثلاً الیکٹرومیگنیٹک میدان۔

٤- اور یہ نظریہ کہ ہر کارکردگی سائنس کے کسی نہ کسی بنیادی یونٹ کے ساتھ منسلک ہے ایٹم کیمسٹری میں' خلیہ بیالوجی میں' کوانٹم فزکس میں اور اسی طرح دیگر امور۔

موجودہ زمانے کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ سائنس کا زمانہ ہے۔ جس میں سائنس مضمون کے طور پر سکولوں میں کالجوں میں اور یونیورسٹیوں میں پڑھائی جاتی ہے اور تحقیقات کے میدان کو بعض اداروں میں وسیع سے وسیع تر کیا جاتا ہے۔ تاکہ سائنسی علوم اور سائنسی تحقیقات پر عبور حاصل ہو۔ ایسا لیبارٹریوں میں کیا جاتا ہے۔ جہاں پر انفرادی طور پر منفرد تجربات کئے جاتے ہیں اور ان کو ان تجربوں کے ساتھ منسلک کیا جاتا ہے جو گروہ در گروہ لوگ کر رہے ہوتے ہیں۔

اس زمانہ کو سائنس کا زمانہ کہتے ہیں کیونکہ سائنس کا اثر صرف تدریسی تعلیم پر ہی نہیں پڑا اور نہ ہی لیبارٹریوں پر۔ فلاسفر مذہب کے۔ سیاست دان' فنون لطیفہ کے ماہر اور قلم کار' سب کے سب مذہب' معاشرہ اور فنون کو آگے بڑھانے کے لئے اسے استعمال کرتے ہیں۔

موجودہ زمانے کو اس رنگ میں ممتاز کیا جاتا ہے کہ علم کا بہت زیادہ پھیلاؤ ہوا ہے۔ گویا کہ علم کا ایک دھماکہ ہوا ہے خیال کیا جاتا ہے کہ انسانی علم ہر دس سال کے بعد دگنا ہو جاتا ہے۔ سب سے مشکل مسئلہ یہ ہے جو انسانیت کو درپیش ہے وہ نسبت سے تعلق رکھتا ہے۔ جو ہم آج سیکھتے ہیں وہ دس سال کے اندر اندر پرانا اور غیر متعلقہ علم ہو جاتا ہے۔ سائنسی انقلابات اس طرح رونما ہو رہے ہیں کہ انسانی تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی البتہ یہ

Feuilleton

Prof. Khwaja Masud

Science and technology go together

There is a general hue and cry for the import of technology in the Third World. "No", says Dr. Abdus Salam, "technology must be accompanied by science."

Unfortunately, science, basic science in particular, are being neglected in the Third world, especially in the Muslim countries where the scientific outlook is not only ignored but derided.

By science is meant the widespread dissemination of scientific knowledge and popularisation of scientific outlook which inculcates faith in the power of reason to understand and master the laws of nature and society by observation, investigation and experimentation. Scientific outlook also implies tolerance, pluralism and the right to dissent.

By technology is meant the application of the scientific discoveries for practical purposes to the betterment of human welfare and comfort.

There are four major concepts on which modern science is based: the idea of evolution; the idea of conservation of energy; the idea of space as a continuum pervaded by fields of physical activity (such as electromagnetic fields); and the idea that all action is dependent of the existence of certain basic units—the atom in chemistry, the cell in biology, the quantum in physics and so on.

Modern age is called the age of science, characterised by the establishment of science as a curriculum in schools, colleges and universities, by the proliferation of research institutions for the furthering of scientific knowledge and founding of elaborate research laboratories in which the solitary experimentation of the lone individual is superseded by the co-ordinated work of groups.

It is called the scientific age because the influence of science is not confined to academy and laboratory only. Philosophers, theologians, politicians, artists and writers apply its methods and findings to religion, society and art.

Modern age is distinguished by the explosion of knowledge. It is estimated that human knowledge is doubling itself within a decade. The thorniest problem that humanity is facing is the problem of relevancy. Whatever we learn today is outdated within less than a decade. Scientific revolutions are occurring at a speed which is unparalleled in the history of mankind. Of course, these revolutions are prepared by the preceding evolution and advance of knowledge. However long the evolutionary transformation of scientific knowledge, it inevitably comes up against sharp break-ups of established views and traditions.

In the period of scientific revolutions, the most fundamental theoretical generalisations are shaped and the concept of the world is modified. Revolutionary ideas originate in various fields of science thus they determine the cognitive situation taking shape in the whole science of nature and society. Each scientific revolution resolves many contradictions which have risen in the course of scientific development, and, in its turn, raises more contradictions.

The Scientific Technological Revolution (STR) is characterised by the inter-mingling—an overlapping of two streams—the scientific revolution and the technological revolution. The STR marks a qualitative leap in the development of the productive forces of the society. There is not and should not be any dichotomy between the two streams. In fact, the two streams are inextricably bound together.

Most of the Third World countries threw off the yoke of imperialism after the Second World War. With the liberation of South Africa, the decolonisation—period has come to an end.

National liberation, unfortunately, was not accompanied by social emancipation. These countries are still confronted with the onerous task of eliminating feudalism, tribalism and casteism. Without accomplishing this historic task, they cannot root out medieval thinking to clear the way for a scientific outlook which is a sine qua non for the technological revolution.

As the remnants of feudalism, tribalism and casteism pollute the boy politic of the Third World, another class has risen i.e., the nouveau riche and the compradore bourgeoisie whose interests are bound up with the Multi National Companies (MNC), which are interested only in exploiting the cheap labour and raw materials of the Third World.

Naturally, the compradores are interested in the import of technology rather than the development of science and most certainly not in the evolution of scientific thinking. They are interested in the transfer of technology so as to make fabulous profits by joining together the imported parts of tractors, trucks, cars, T.V sets and air-conditioners.

The name of the game in the Third World is: Get rich quick by taking the shortest route. Make money by hook or by crook. There is no need to worry about the long-range national interests.

Dr. Salam's is a voice in the wilderness. "Science must precede technology", says the only Pakistani Nobel Laureate, and goes on to emphasise: "Science is the tree and technology is the fruit."

Today, as never before, the political stability of a country is determined by its economic prowess which, in turn, depends on the STR.

This means the arduous task of determining the development of the STR in the interests of the toiling masses of the Third World.

Firstly, our educational system must be geared to strengthen mathematics, physics, chemistry and biology in our curriculum.

Secondly, our mass-media must be mobilised to propagate science and scientific thinking.

Thirdly, our scientists must be made to feel that the country stands in dire need of their leadership.

Unfortunately, our scientists suffer from rootlessness, anomie and what the Germans call *welts mirz* i.e., a deep sense of purposelessness. A corroding feeling of scepticism and a gnawing anguish of unfulfilment. There is an urgent need of structural changes in our scientific institutions. There is one and only one criterion to judge the worth of a scientist: his creative output. Every genuine scientist must be encouraged by rapid promotion and handsome reward to enable him to make his maximum contribution to the technological revolution.

It is high time that the scientists and, indeed, the entire intelligentsia realise what they owe to the toiling masses of Pakistan. History calls on them to join hands with the common people to clear the way for social emancipation and its concomitant, the STR.

The News International, Monday, June 27, 1994

سائنسی انقلاب پہلی ارتقائی منازل ہی کا نتیجہ ہوتے ہیں اور ایک رنگ میں علم کے فروغ کی کوکھ سے جنم لیتے ہیں۔ ارتقائی تبدیلیاں چاہے کتنا ہی وقت کیوں نہ لیں جن کا تعلق سائنسی علوم سے ہے۔ یہ بتادیتی ہیں کہ مسلمہ نظریہ اور روایات ان کے پیچھے موجود ہیں۔ سائنسی انقلابات کے دوران سب سے زیادہ تھیوریٹیکل عمومیت سامنے آتی ہے۔ اور دنیا کے متعلق نظریہ جدیدیت اختیار کرلیتا ہے۔ انقلابی خیالات سائنس کے مختلف میدانوں سے سامنے آتے ہیں۔ اس لئے وہ ہمیں بتاتے ہیں کہ قدرتی سائنس نے کلی طور پر معاشرے سے کیا رابطہ پیدا کیا ہے۔ سائنس کا ہر انقلاب بہت سے تضادات کا حل پیش کر دیتا ہے۔ اور یہ حل اور یہ تضادات سائنس ہی کے فروغ کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ یہ حل مزید تضادات کو سامنے لے آتے ہیں۔

سائنسی ٹیکنیکی انقلاب (STR) اس بات پر منحصر ہوتا ہے کہ وہ آپس میں تمام چیزوں کو ملا جلا دیتا ہے۔ جیسے دو ندیاں ایک دوسرے میں مدغم ہو جائیں۔ سائنسی انقلاب اور ٹیکنیکی انقلاب یعنی یہ دونوں STR سے یہ پتہ چلتا ہے کہ معیار کے لحاظ سے کتنا فروغ حاصل ہوا ہے۔ خاص طور پر ان چیزوں سے جو معاشرے میں پیداوار کی ذمہ دار ہیں۔ ان کو ٹکڑے ٹکڑے نہیں کیا جا سکتا۔ ان دو ندیوں کو الگ الگ نہیں کیا جا سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں ندیاں ایک دوسرے سے مل جانے پر مجبور ہیں۔

تیسری دنیا کے اکثر حصے نے سامراجی حکمرانوں سے دوسری جنگ عظیم کے بعد چھٹکارا حاصل کیا تھا۔ جنوبی افریقہ کے آزاد ہو جانے کی وجہ سے نو آبادیاتی نظام کا مکمل طور پر خاتمہ ہو گیا ہے۔

جہاں تک قومی آزادی کا تعلق ہے بدقسمتی سے اس کے ساتھ سماجی آزادی حاصل نہ ہو سکی ان ممالک کو اب بھی ایسے مسائل درپیش ہیں جن کا تعلق فیوڈل نظام سے ہے۔ قبائلی نظام سے ہے اور ذات پات کے نظام سے۔ یہ تاریخی کام کئے بغیر وہ اپنے پرانے نظریات کو ختم نہیں کرسکتے اور اس طرح وہ سائنسی نظریہ کے لئے راہ ہموار نہیں کر سکتے۔ کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ٹیکنیکی انقلاب کے لئے لازمی ہیں۔ فیوڈل سسٹم' قبائلی سسٹم' اور ذات پات کا سسٹم یہ تیسری دنیا میں سیاست کو آلودہ کرتے ہیں۔ اور اس کی وجہ سے ایک نئی کلاس رونما ہو رہی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں نو دولتیا کہا جا سکتا ہے جن کے مفادات کثیر الاقوامی کمپنیاں ہی پورے کر سکتی ہیں۔ اور ان کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں ہوتا کہ کم اجرت پر مزدوری لی جائے اور اسی طرح خام مال تیسری دنیا سے حاصل کیا جائے۔

یہ قدرتی بات ہے کہ "کمپرے ڈورز" (Copmpradores) کا مفاد اس بات میں ہے کہ وہ سائنس کو فروغ دینے کی بجائے ٹیکنالوجی کو درآمد کریں اور یہ یقینی بات ہے کہ یہ بات سائنسی نظریات کے ارتقاء میں شامل نہیں کی جاسکتی۔ یہ لوگ صرف ٹیکنالوجی منتقل کرنے کو اپنا مفاد سمجھتے ہیں تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کریں۔ سب مل جل کر ٹریکٹروں' ٹرکوں' کاروں' ٹی وی سیٹوں اور ایرکنڈیشنروں کے سپیئر پارٹس منگوا کر خوب نفع کمائیں۔

تیسری دنیا میں کہتے ہیں کہ جس طرح بھی ہو کم از کم وقت میں امیر سے امیر تر ہو جائے۔ جو بھی طریقے استعمال کئے جاسکیں اچھے یا برے روپیہ کمایا جاسکے۔ اس بات کا ہرگز خیال نہ رکھا جائے کہ ملک کے دیرپا مفادات کیا ہیں۔

ڈاکٹر سلام جنگل میں ایک اکیلی آواز ہیں۔ آپ کہتا ہے کہ ٹیکنالوجی سے پہلے سائنس آنی چاہئے۔ آپ پاکستان کے واحد نوبیل انعام یافتہ شخص ہیں اور وہ ہمیشہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ سائنس درخت ہے اور ٹیکنالوجی اس پر لگنے والا پھل۔

آج جیسا کہ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا کسی ملک کا سیاسی استحکام اس بات کے ساتھ منسلک ہے کہ وہاں اقتصادیات کتنی مضبوط ہیں اور اقتصادیات کے مضبوط ہونے کا تعلق ایس۔ ٹی۔ آر۔ (STR) سے ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایس۔ ٹی۔ آر۔ (STR) کے فروغ کا انتہائی مشکل کام دراصل تیسری دنیا کے محنت مزدوری کرنے والوں کے مفاد میں ہے۔

۱۔ ہمارا تعلیمی نظام ایسا ہونا چاہئے کہ جس میں حساب فزکس کیمسٹری اور بیالوجی کو سکول کے تعلیمی مضامین میں شامل کیا جائے۔

۲۔ ہمارے ابلاغ عامہ کے ذرائع کو چاہئے کہ وہ سائنس اور سائنسی خیالات کے فروغ کے لئے کام کریں۔

۳۔ ہمارے سائنس دانوں کو چاہئے کہ وہ یہ محسوس کریں کہ ان کا ملک ان کی لیڈر شپ چاہتا ہے۔

بدقسمتی سے ہمارے سائنس دان اس بات کا نقصان اٹھا رہے ہیں کہ ان کی جڑیں کہیں مضبوط نہیں ہیں جیسے جرمن لوگ کہتے ہیں کہ مقصدیت کا انتہائی طور پر مفقود ہونا۔ انہیں غیر یقینی بھی لاحق ہے اور اس بات کی بھی تکلیف کہ وہ ایسی حالت میں ہیں کہ کچھ کر نہیں پاتے۔ اس بات کی اس وقت اہم ضرورت ہے کہ تنظیمی تبدیلیاں کی جائیں خاص طور پر ہمارے سائنسی اداروں میں اور اس کی بہتری کا معیار دیکھنے کے لئے ایک ہی بات سامنے آتی ہے کہ کوئی سائنس دان کیا کچھ تخلیقی بات پیش کرتا ہے۔ ہر حقیقی سائنس دان کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے۔ اسے جلد جلد ترقی ملنی چاہئے اور اس کے کام کا اچھا خاصا معاوضہ ملنا چاہئے۔ تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ ٹیکنالوجی کے انقلاب میں حصہ لے سکے۔

وقت آگیا ہے کہ سائنس دان اور درحقیقت تمام انٹیلی جنشیا اس بات کو محسوس کرے کہ وہ پاکستان کے محنت کشوں کو کیا دے سکتے ہیں۔ تاریخ اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ لوگ مل جل کر کام کریں اور سماجی ترقی کے لئے راستہ ہموار کریں اور اسی طرح ایس ٹی آر (STR) کے لئے بھی۔

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

- مکرم طیب احمد منصور صاحب متعلم B.Sc (Agri) ابن مکرم داؤد احمد شاکر صاحب ننکانہ صاحب شیخوپورہ عرصہ ایک ماہ سے بعارضہ ٹائیفائڈ بخار بیمار ہیں۔
- مکرم منصور احمد ابن مکرم پیر محمد اختر صاحب علی پور چٹھہ عمر ۱۹ سال ڈیڑھ سال سے بعارضہ کینسر بیمار چلا آرہا ہے۔ میو ہسپتال لاہور کے کینسر وارڈ میں بغرض علاج داخل ہے اور بیماری دن بدن بڑھ رہی ہے
- محترمہ حنیفہ بی بی صاحبہ زوجہ مکرم چوہدری غلام محمد صاحب دارالعلوم غربی بعارضہ قلب بیمار ہیں۔
- مکرم شاہد احمد صاحب ابن مکرم شریف احمد صاحب باٹاپور۔ لاہور شدید بیمار ہیں اور ایمرجنسی وارڈ میں داخل ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان سب کو شفاء کاملہ عطا فرمائے۔

بقیہ صفحہ ۱ کالم ۱

ریسرچ لیبارٹریز جمرود روڈ۔ نزد پشاور یونیورسٹی پشاور۔

(iv) نیشنل فزیکل و سٹینڈرڈ لیبارٹریز (PCSIR) پلاٹ نمبر ۱۶' H-9 نزد مارگلا ریلوے سٹیشن۔ اسلام آباد۔

(v) پاک سوس ٹریننگ سنٹر B/E-8 بلاک ۵ سیٹلائٹ ٹاؤن کوئٹہ

نوٹ:- داخلہ ٹیسٹ ۲۸ اگست ۹۴ء کو صبح ساڑھے آٹھ بجے ہوگا۔ (مزید تفصیلات کے لئے روزنامہ DAWN مورخہ ۲۶-۶-۹۴ ملاحظہ کریں۔

(نظارت تعلیم)

بقیہ صفحہ ۱ کالم ۳

متعلق (دین حق) یہ تقاضا کرتا ہے کہ وہ (بیوت الذکر) میں آئیں۔ جن لوگوں کے بچے آوارہ ہوا کرتے ہیں تم غور کر کے دیکھ لو۔ ان میں سے اکثر ایسے ہی بچے ہوں گے جو بے نماز ہوں گے۔ اور اکثر ایسے ہی والدین کے بچے ہوں گے جو اپنے بچوں کی نمازوں کی نگرانی نہیں کرتے۔ ورنہ یہ ناممکن ہے کہ ایک شخص پانچ وقت اللہ تعالیٰ کے حضور تذلل کرے اور پھر اس میں بگاڑ پیدا ہو جائے پس بچوں کو (بیوت الذکر) میں لاؤ اور ان کو (بیوت الذکر) میں اپنے آنے سے زیادہ اہم سمجھو۔ میرا اس سے یہ مطلب نہیں کہ تم آپ (بیوت الذکر) میں نہ آؤ بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ چونکہ بچوں کا تمہارے آنے کی نسبت مشکل ہے اس لئے اس کو اہمیت دو۔ یہ کام صرف اس شخص کا نہیں جسے مربی اطفال مقرر کیا گیا ہے بلکہ ہر شخص جسے کوئی بھی بچہ نظر آئے جو (بیوت الذکر) میں نہیں آتا۔ فرض ہے کہ وہ اسے (بیت الذکر) میں لانے کی کوشش کرے۔

(از خطبہ ۲۴۔ اگست ۱۹۳۴ء)

بقیہ صفحہ ۴

چکا تھا اور یہ کہ اگر اسے اس منسوخی کا بروقت علم ہو جاتا تو پھر حکومت کی طرف سے کوئی نوٹس جاری ہی نہ کیا جاتا۔ اسی طرح حکومت نے اس کا بھی اظہار کیا ہے کہ اس نوٹس سے یہ مراد ہرگز نہیں تھی کہ حکومت کے نزدیک امام جماعت احمدیہ نے سول نافرمانی یا کسی خلاف امن فعل کے ارتکاب کا ارادہ کیا ہے۔

دردوں سے فوری نجات

پینز کیوریٹو سمیل PAINS CURATIVE SMELL بفضلہ تعالیٰ ہر قسم کی دردوں کیلئے مؤثر

24 گھنٹوں کیلئے آزمائش مفت

تفصیلی لٹریچر مفت طلب کریں: کیوریٹو سمیلز انٹرنیشنل ربوہ

فون 04524 771 / 211283

فیکس 04524-212299

خبریں

ربوہ: 7- جولائی-1994ء
گرمی کا سلسلہ بدستور ہے۔
درجہ حرارت کم از کم 35 درجے سنٹی گریڈ اور زیادہ سے زیادہ 41 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیر اعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ کشمیریوں پر بھارتی مظالم رکوانے کے لئے عالمی برادری کو عملی اقدامات کرنا ہوں گے۔ یہ بات افسوس ناک ہے کہ اس سلسلے میں عالمی سطح پر کوئی زیادہ کام نہیں کیا گیا۔ لیکن پاکستان تنہا نہیں ہے پوری دنیا مسئلہ کشمیر کی سنگینی سے آگاہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ فنی صلاحیت رکھنے کے باوجود ایٹمی ہتھیار نہ بنانے کا فیصلہ کر رکھا ہے۔ کیونکہ ایٹمی ہتھیاروں کے پھیلاؤ سے عالمی امن خطرے میں پڑ جائے گا۔

○ قائد حزب اختلاف میاں نواز شریف نے کہا ہے کہ صدر کی داغدار شخصیت پر پردہ ڈالنے کے لئے ہمارے خلاف جھوٹے مقدمات بن رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ احتساب کا عمل شروع ہوا تو آج کل اقتدار کے نشے میں من مانیاں کرنے والے بھی نہ بچ سکیں گے۔

○ وفاقی وزیر ڈاکٹر شیر افگن نے کہا ہے کہ قانونی تقاضے مکمل ہونے پر نواز شریف کو گرفتار کرنے میں وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ گستاخ رسولؐ کی سزا میں کوئی ترمیم نہیں کی جا رہی۔ انہوں نے مزید کہا کہ یہ بات خارج از امکان نہیں کہ سماجی تنظیموں کو ملنے والی ملکی اور غیر ملکی امداد سے دہشت گردی اور فرقہ واریت کو فروغ دیا گیا۔

○ گستاخ رسول ﷺ کے قانون میں مجوزہ تبدیلی کے خلاف لاہور سمیت متعدد شہروں میں دوسرے روز بھی ہڑتال رہی اور احتجاجی مظاہرے کئے گئے۔ لاہور میں تمام بڑی مارکیٹیں بند رہیں۔ احتجاجی جلوس نکالے گئے اور جلسے کئے گئے۔ وزیر قانون کا پتلا جلایا گیا اور حکومت کے خلاف زبردست نعرے بازی کی گئی۔ مظاہرین نے ٹائر جلا کر اور رکاوٹیں کھڑی کر کے ٹریفک کا نظام درہم برہم کر دیا لاہور کے علاوہ کئی دوسرے شہروں میں بھی ہڑتال رہی مظاہرین نے اقبال حیدر کو ہٹانے کا مطالبہ کیا۔

○ پاکستان نے بھارت کو متنبہ کیا ہے کہ وہ افغانستان میں مداخلت سے باز رہے۔ وزارت خارجہ کے ترجمان نے کہا ہے کہ افغانستان میں جاری خانہ جنگی کو ہوا دینے کے لئے بھارت کسی دھڑے کو ہتھیار یا فوجی امداد فراہم کرے گا تو یہ اقوام متحدہ کے چارٹر کی خلاف ورزی ہوگی۔ ترجمان نے کہا کہ پاکستان حامد الغابد کی امن بحالی کی کوششوں کی بھرپور حمایت کرتا ہے ترجمان نے بتایا کہ ۴ لیڈروں سے بات چیت ہوئی ہے اور ۵ سے رابطہ ہوا ہے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ ربانی اور حکمت یار سے الگ الگ بات کریں گے۔

○ لاہور ہائی کورٹ نے گورنر پنجاب چوہدری الطاف حسین کی دوبارہ تقرری کے خلاف میاں شہباز شریف کی آئینی درخواست مسترد کر دی ہے میاں شہباز شریف نے اپنی درخواست میں یہ موقف اختیار کیا تھا کہ گورنر کی تقرری صوبہ میں سیاسی معاملات کو تصادم کا شکار کرنے کے لئے بدنیتی کی بنیاد پر کی گئی ہے۔

○ وزیر خارجہ پاکستان سردار آصف احمد علی نے ماسکو میں روسی پارلیمنٹ کے ایوان زیریں کے قائم مقام چیئرمین سے ملاقات کی۔ دونوں لیڈروں نے دو طرفہ تعاون کو مزید فروغ دینے کے لئے دونوں ملکوں کے پارلیمانی نمائندوں کے درمیان رابطے بڑھانے پر تبادلہ خیال کیا۔

○ مسلم لیگ کے رہنما چوہدری شجاعت حسین کو ۶۹ کروڑ روپے کا قرضہ ایک ہفتہ میں ادا کرنے کا نوٹس بینکرز ایکویٹی کی طرف سے دیا گیا ہے۔ ایکویٹی کے لیگل نوٹس میں کہا گیا ہے کہ اگر سات دن کے اندر یہ قرضہ واپس نہ کیا گیا تو عدالتی کارروائی کی جائے گی۔

○ گورنر پنجاب چوہدری الطاف حسین نے کہا ہے کہ توہین رسالت کی سزا میں کمی کا حکومت تصور بھی نہیں کر سکتی۔ گورنر نے لاؤڈ سپیکر کے استعمال پر علماء کے خلاف مقدمات ختم کرنے کا حکم دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ علماء کو بھی لاؤڈ سپیکر کے بے جا استعمال سے پرہیز کرنا چاہئے۔

○ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے نمائندے نے اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس کے دوران کہا کہ افغانستان میں بھارت کا کوئی کردار نہیں۔ مسئلہ فریقین کی رضامندی سے حل ہونا چاہئے۔ افغان عوام اپنے رہنماؤں سے مایوس ہو چکے ہیں۔ اقوام متحدہ کی امن فوج کو افغانستان میں تعینات کرنے کی تجویز مسترد کر دی گئی ہے۔ نمائندے نے کہا کہ دونوں بڑے دھڑوں کو شہریوں پر بمباری نہ کرنے کا اعلان کرنا چاہیے۔

○ حکومتی ذرائع نے ایک تصویر جاری کی ہے جس میں اپوزیشن لیڈر نواز شریف مہران بینک کے سربراہ سے پھولوں کا ہار وصول کر رہے ہیں۔ اس تصویر میں مرحوم جام صادق۔ غوث علی شاہ اور طارق جاوید بھی نظر آ رہے ہیں۔

○ وزیر خارجہ پاکستان سردار آصف احمد علی نے بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہے کہ میرا دورہ روس دونوں ملکوں کے تعلقات میں ایک نئے دور کا آغاز ہوگا۔ انہوں نے بتایا کہ اب مسئلہ افغانستان پر ہمارا کوئی اختلاف نہیں۔ افغانستان میں قیام امن اور جنوبی ایشیاء میں کشیدگی کم کرنے کے لئے دونوں ایک دوسرے سے تعاون کر رہے ہیں۔

○ نواب محمد اکبر خان بگتی نے کہا ہے کہ پہلے بے نظیر حکومت ختم ہوگی پھر اسمبلیوں کا فیصلہ ہوگا۔

ٹاؤن ہاؤس بیت فضل لنڈن کے بالکل نزدیک چار بیڈ روم۔ دو رسیپشن رومز۔ دو باتھ روم۔ گیراج گیس۔ سینٹرل ہیٹنگ۔ ڈائننگ روم۔ ماڈرن کچن پر مشتمل مکان فروخت کرنا مطلوب ہے
رابطہ محترم ارشد باقی صاحب لنڈن
فون نمبر: 81-44-011

داتوں کا معائنہ مفت
احمد ڈینٹل کلینک
طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ
۴ بجے تا ۸ بجے شام
ڈینٹسٹ رانا مدثر احمد

ربوہ ٹیلیفون ڈائریکٹری
مکمل اور جامع نئے اور پرانے نمبروں کے ساتھ دستیاب ہے۔ جس میں
۱۔ دفاتر۔ تاجران۔ سرکاری دفاتر وغیرہ
۲۔ حروف تہجی میں نام، مکمل پتہ کے ساتھ
۳۔ محلہ جات کے نمبرز مکمل پتہ کے ساتھ
۴۔ ترتیب وار ڈیجیٹل، نان ڈیجیٹل ٹیلیفون فہرست مہیا کی گئی ہے
بھٹی فوٹو سٹیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
فون 212304 رہائش 211304

گھر بیٹھے دنیا کی نشریات سے لطف اندوز ہوں
ہر قسم کے ڈش انٹینا خریدنے کیلئے
قیمت/ 10,000 ڈش 8 مع مکمل فٹنگ
نیو محمود ٹیلیویژن 21۔ ہال روڈ لاہور
فون: 7226508 ، 355422
7235175

بھٹی ہومیوپیتھک کلینک
ٹائم
دارالیمن وسطی: صبح 7 تا 9 بجے
رحمت بازار: صبح 9 تا ½12 بجے
شام ½5 تا ½8 بجے

ربوہ میں گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ خواتین کے لئے
خوشخبری
تین ماہ میں کمپیوٹر ٹریننگ حاصل کیجئے
داخلہ جاری ہے
ایپکس کمپیوٹر اکیڈمی برائے خواتین
21/21 دارالرحمت شرقی الف ربوہ (فون 211839)

خوشخبری گروپ ٹریول
لندن جانیوالے دوستوں کیلئے
کراچی سے لندن سے کراچی
کا ارزاں ترین ٹکٹ حاصل کرنے کا بہترین موقع۔ ۱۰ جولائی تک بکنگ کروائیں
آپ کی خدمت ہمارا نصب العین
تفصیلات اور رابطہ کیلئے: لطیف الرحمان
کمرہ نمبر 14-7-6 ہوٹل مڈ ایسٹ
داؤد پوتا روڈ۔ کراچی کینٹ سٹیشن
رومی ٹریولز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
فون: 515161-529170-518651
فیکس: 5681892
IATA
GOVT. LICENCE NO. 1329

پتہ